ISSN Online: 3006-4708
ISSN Print: 3006-4694
SOCIAL SCIENCE REVIEW ARCHIVES
https://policyjournalofms.com

Lexiconal Research of Al-Muddasar (الْمُدَّثِّرُ)

Abdul Razzaq[1], Prof. Dr. Hafiz Muhammad Din Qasmi[2]
[1] Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, RIPHAH International University, Faisalabad. ansari420786@gmail.com
[2] Department of Islamic Studies, RIPHAH international University, Faisalabad.

DOI: https://doi.org/10.70670/sra.v4i1.1537

Abstract
To earn fame and popularity among Muslim people, Mr. Ghulam Ahmad Pervaiz got himself in deep research of Quranic teachings, for about fifty years, as a result of which, he wrote, several books, that added feathers to his reputation. His literature won great acceptance from the western secular and atheist scholars, but an intense opposition and repugnance from the theological Muslim scholars of all over the Muslim world, due to the fact, that Mr. Ghulam Ahmad Pervaiz absolutely misinterpreted the Holy Quran, based on his Quranic lexicon لغات القرآن , full of falsification, because the meaning of Quranic words in this book لغات القرآن , have mercilessly been altered. Here is a Quranic word المدثر , grammatically it belongs to measure تفعل , but during its lexiconal research, Mr. Ghulam Ahmad Pervaiz, alleviated this word, deliberately or mistakenly, regarding it to be on the measure of تفعيل , it is the same pattern, on which the real sense of word المزمل was absolutely distorted. However, the writer of this treatise, has tried his best, not only to unveil and explain the real purport of this word المدثر , but also to expose the fallacies, flaws and faults, committed by Ghulam Ahmad Pervaiz in his lexiconal research.

قرآنی لفظ الْمُدَّثِّرُ کی لغوی و معنوی تحقیق : پرویز اور اس کا تجزیہ

مُدَّثَّر یا مُدَّثِّر

غلام احمد پرویز نے قرآنی لفظ الْمُدَّثِّرُ کے متعلق اپنا نقطہ نظر بایں الفاظ پیش کیا ہے:

یَاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ (۷۴:۱) کیا بات ہے! وہا ں بھی یہی ترجمہ کیا جاتا ہے: وہ کملی اوڑھنے والا، وہی لحاف اوڑھنے والا۔ ہمارے ہاں اس کا بھی یہی ترجمہ کیا جاتا ہے۔[1]

اور پھر اس کے آگے یہ لکھا گیا ہے کہ:

’’عربوں کے ہاں جیسا کہ آج کل ہمارے ہاں بھی خزان کا موسم ہے، پورے خزاں کے موسم کے بعد جب ایک پتّی بھی کہیں درخت پہ نہ رہے، تو اس میں سے پھر نئی زندگی کا پیغام لانے والے ، بہار کے شگوفے پھوٹتے ہیں۔ یہ خزاں کے بعد نئے شگوفے پھوٹنے کی نئی

[1] تفسیر مطالب القرآن فی دروس الفرقان (الفرقان) صفحہ ۱۹۱ تا ۱۹۲

بہار لانا، عربوں کے ہاں تدثیر کا عمل کہلاتا ہے .یہاں مدثر کہا کہ اے وہ کہ جو کائنات کے خزاں دیدہ باغ کے اوپر بہارِ نو، لانے کا پیغام لے کے آئے ہو!''[2]

تجزیہ:

اس قرآنی لفظ مُدَّثِّرٌ کا مادہ ''د۔ ث۔ر'' ہے۔ اس کی لغوی تحقیق کے دوران، غلام احمد پرویز نے جو کچھ ، اس کے مشتقات کی بابت کہا ہے، اس میں صحت و سقم کے اعتبار سے، خلط مبحث سے کام لیا گیا ہے، چنانچہ وہ رقمطراز ہیں:

'' الدَّثْرُ۔ مال کثیر یا ہر کثیر شے کو کہتے ہیں۔ مالدَّثْرٌبہت زیاد مال۔ الدِّثار،وہ کپڑا جس میں آدمی لپٹ جائے۔ تَدَثَّرُبِالثَّوبِ۔کپڑے میں لپٹ گیا۔ وَتَرَالشَّجَرُ وَثُوراً۔

درخت نے نئے پتے نکال لیے اور اس کی سبز شاخیں پھیلیں۔ ھُوَدَثِرُ مَالٍ، وہ اونٹوں کی اچھی خبر گیری کرلینے والا ہے۔ تَدْثِیْرُ الْطَّائِر۔ پرندے کا اپنے گھونسلے کو درست کرنا۔ نیز الدَّثُور ۔ سست رفتار ، بوجھل اور زیادہ سونے والے آدمی کو کہتے ہیں (جو کپروں میں لپٹا رہا) –اور دَثَّرَ الْاَثَرُ نشان کے مٹ جانے کو کہتے ہیں [تاج ، محیط، راغب] ابن فارس نے کہا ہے کہ اس کے بنیادی معنیٰ ہیں ''چیزوں کا اوپر تلے آجانا، تہ بہ تہ جم جانا، یا اوپر چڑھ جانا'' ہے۔ مَنْزِلٌ دَاثِرٌ ۔ وہ منزل ، جس کے آثار (نشانات) مٹ گئے ہوں، یاتہہ بہ تہہ مٹی چڑھ جانے سے مٹ گئے ہوں''[3]

اس اقتباس میں، تَدْثِیْرُ الْطَّائِر کا معنیٰ غلط دیا گیا ہے، جبکہ اس کا اصل معنیٰ، ''پرندے کا اپنا گھونسلا بنانا ہے'' ۔ نہ کہ (بنے ہوئے گھونسلے کو درست کرنا) تاہم اگر اس کا معنیٰ درست ہو بھی تب بھی، وہ تعمیر آشیانہ پر مقدم نہیں ہے۔ غلام احمد پرویز نے یہ تاویل اس لئے پیش کی ہے ، تاکہ آگے چل کر قرآنی آیت میں واقع لفظ مُدَّثِّرٌ کے مفہوم میں سنوارنے ، اور درست کرنے کے معنیٰ کو داخل کیا جاسکے۔

غلام احمد پرویز ، اگلے پیراگراف کی ابتداء ان الفاظ سے کرتے ہیں:

''قرآن کریم میں، نبی کریمؐ کو یَآیُّھَا الْمُدَّثِّرُ (۱:۷۴) کہہ کر پکاراگیا ہے ۔ اَلْدِثَار کے اعتبار سے اس کے عام طو ر پر معنیٰ کئے جاتے ہیں۔ اے کپڑا اوڑھنے والے ۔ لیکن تَدْثِیْرُ الْطَّائِر کے مفہوم کی رو سے، اس کے معنیٰ ہوں گے گھر کو ٹھیک کرنے والا۔ اوردِ ثِرُ مَالٍ کے پیش نظر، اس کے معنیٰ ہوں گے۔ اچھی خبر گیری کرنے والا۔ لہٰذا اس کا یہی مفہوم زیادہ مناسب نظر آتا ہے کہ ، اے وہ جس کے ذمہ ، انسانیت کو سنوارنے کا فریضہ ہے ، یا اے وہ ، جو نوع انسانی کے معاملات کو حسنِ تدبیر سے سلجھانے کے لئے آیا ہے''[4]

امر واقعہ یہ ہے کہ علماءِ سلف و خلف، الْمُدَّثِّرُ کا معنی ' ، اَلْدِثَار ہی کے اعتبار سے یہ کرتے آئے ہیں کہ ، ''اے کپڑا اوڑھنے والے!''لیکن غلام احمد پرویز کا، اولاً،تو،دَثِرُ مَالٍ کا مرکب اضافی پیش کرنا ہی ، نہ صرف یہ کہ غلط ہے ، بلکہ بے اصل بھی ہے۔ او رپھر ثانیاً ''اونٹوں کی خبر گیری سے انسانی معاشرے کی خبر گیری'' تک پہنچنا، ایک بے جا بات ہے، اور ثالثاً ،اسے پہلے مفہوم کے مقابلہ میں، زیادہ مناسب قرار دینا، بھی، پرویز کی ناقص رائے کا نتیجہ ہے۔

---

[2] تفسیر مطالب القرآن فی دروس الفرقان (الفرقان) صفحہ ۱۹۲

[3] لغات القرآن، صفحہ ٦٣٧

[4] لغات القرآن، صفحہ ٦٣٧

حقیقت یہ ہے کہ اَلْدِثَّار کے حوالہ سے آیت (۷۴:۱) کا ترجمہ ''اے کپڑا اوڑھنے والے!) '' کرنا ہی درست ہے، کیونکہ سوتے وقت یا بستر پر لیٹتے وقت، جسمانی لباس کے اوپر، اوڑھے جانے والے کپڑے کو استعمال کرتے ہیں، ''چیزوں کا اوپر تلے آنا، یا اوپر چڑھ جانے'' کے مفہوم سے ہم آہنگی بھی پیدا ہوجاتی ہے۔

لیکن غلام احمد پرویز ، لغوی تحقیق کے دوران، محض اپنی مطلب برآری کیلئے، خلط مبحث سے کام لیا کرتے تھے، جیسا کہ درج ذیل اقتباس سے بھی ظاہر ہے:

'' مُدَثِّرُ، دَثَّرَہٗ، دَثَّرَ، تَدْثِیْرخزاں کے موسم میں، درختوں کےپتے جھڑ جاتے ہیں، اس کے بعد، بہار کا آغاز ہوتا ہے۔ انہی ٹنڈ منڈ شاخوں سے، نئی نئی کونپلیں پیدا ہوتی ہیں۔ اسے دثر کہتے ہیں۔ اور ایسا کرنے کو مدثر''[5]

اس سے ذرا آگے چل کر، لکھتے ہیں:

''د ثر'' کے بارے میں، میں نے عرض کیا تھا کہ آج کل اتفاق سے خزاں کا موسم ہے۔ پرانے سب پتے جھڑجاتے ہیں۔ شاخیں بالکل برہنہ ہوجاتی ہیں، وہ ٹنڈ منڈ رہ جاتی ہیں، اور اس کے بعد بہار کا آغاز ہوتا ہے۔ انہی شاخوں سے نئی نئی سرسبز کونپلیں پیدا ہوتی ہیں، اور اس صحنِ خزاں دیدہ کے اوپر، ایک بہار نوجلوہ فرما ہوتی ہے۔ خزاں دیدہ درخت کے اوپر، ایک نئی قسم کی، رنگ برنگ سرسبز شاداب کونپلوں اور شگوفوں کا ، جو آنا ہے، اسے تدثیر کہتےہیں، اور ایسا کرنے والے کو مدثر کہتے ہیں''[6]

غلام احمد پرویز ، نے ایک مصلحت فاسدہ کے پیش نظر ، نہ تو پہلے اقتباس کے آخر میں آنے والے الفاظ پر حرکات و اعراب لگائے ہیں اور نہ ہی دوسرے اقتباس کے آخری لفظ مدثر پر زیر (ِ) ، زبر (َ) یا تشدید (ّ) لگائی ہے، تاکہ عربی زبان سے ناواقف لوگوں پر، پرویز کی لاعلمی کا پردہ ہی پڑا رہے۔

سوال یہ ہے کہ قرآن میں واقع لفظ الْمُدَثَّرُ ہے یا الْمُدَثِّرُ ؟ پہلا لفظ جس میں ''د'' اور ''ث'' ہر دو دفعہ شد (ّ) ہے ، وہ باب تفعّل سے اسم فاعل ہے، جس میں ''ث'' کا ''د'' میں ادغام ہوا ہے۔ جبکہ دوسرا لفظ ، جس میں صرف ایک ہی لفظ ''ث'' پر شد (ّ) ہے، وہ باب تفعیل سے اسم فاعل ہے، غلام احمد پرویز ، جس معنیٰ کو مُدَثِّرُمیں داخل کرنا چاہتے ہیں، وہ باب تفعل میں موجود نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ معنیٰ ، باب تفعیل ہی میں، نباتات و اشجار کی دنیا میں پایا جاتا ہے (نہ کہ عالم انسانیت میں) اس لئے، موصوف مذکور، باب تفعُّل کی بحث میں، باب تفعیل کو لے آتے ہیں او رپھر، اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتکرار بسار لکھا کرتے ہیں کہ:

(۱) ''عربی زبان میں اعجاز یہ ہے کہ اس میں الفاظ نے ذرا سا باب بدلا، اور بات ، کہیں سے کہیں پہنچا دی۔ عربی زبان ہی ایسی ہے''[7]

(۲) ''جب ایک ہی مادے سے عربی زبان کا باب بدلتا ہے ، تو اس میں معنیٰ بدلتے جاتے ہیں''[8]

(۳) ''عربی زبان کے اندر، جن کوہم باب یا وزن کہتے ہیں، ان کی الگ الگ خصوصیات ہوتی ہیں''[9]

---

5 تفسیر مطالب القرآن فی دروس الفرقان (المدثر) ص ۳۳۴
6 تفسیر مطالب القرآن فی دروس الفرقان (المدثر) ص ۳۳۴
7 تفسیر مطالب القرآن فی دروس الفرقان (طٰہٰ) ص ۱۸۲
8 تفسیر مطالب القرآن فی دروس الفرقان (الصافات) ص ۴۲
9 تفسیر مطالب القرآن فی دروس الفرقان (المومن) ص ۳۰

یہ سب کچھ جانتے اور مانتے ہوئے بھی، غلام احمد پرویز کا، ایک باب کے لفظ کی تحقیق میں ، دوسرے باب کے لفظ کو (محض مادہ کی یکسانیت کی بناء پر) داخل کرڈالنا، پرویز کی بدنیتی پر مبنی شرارت کے باعث ہے؟ یا نیک نیتی پر منحصر ، ان کی جہالت کا نتیجہ ہے؟ اسے ہم ، اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر چھوڑتے ہیں جس پر ہر شخص کا ظاہرو باطن، عیاں اور بے نقا ب ہے۔